OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://arjicc.com/index.php/arjicc

احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں امراض ساریہ کے بارے میں اسلامی تصور: ایک تحقیقی مطالعہ

The Islamic Perspective on Contagious Diseases in Light of Prophetic Hadiths (ﷺ): A Research Study

Dr. Muhammad Noman
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies,
University of Swat
Email: numanm964@gmail.com

Dr. Muhammad Luqman Khan
Ph.D. in Islamic Studies, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur
Email: mluqmankhan15@gmail.com

Mr. Rahmat Ullah
M.Phil, In Islamic Studies, Department of Islamic Theology, Islamia College
Peshawar / Visiting Lecturer of Islamic Studies, University of Swat
Email: manglerahmat@gmail.com

Received on: 05-04-2025 Accepted on: 10-05-2025

Abstract

Contagious diseases are a major challenge to human health, social life, and collective social order. They can be transmitted from one person to another and, at times, may take the form of epidemics. Islam gives fundamental importance to the protection of human life and health and encourages all measures that help individuals protect themselves and prevent harm to others. The Holy Qur'an emphasizes the preservation of human life, while the Prophetic traditions (Ahadith) provide clear guidance regarding illness, treatment, precaution, and epidemics. The Prophet Muhammad ﷺ prohibited entering or leaving an area affected by an outbreak of plague, highlighting the importance of precautionary measures to prevent infectious diseases and curb their spread. Likewise, Islam encourages medical treatment, cleanliness, purification, and the preservation of health. The legal principle of "La Darar wa La Dirar" (neither causing harm nor reciprocating harm) also provides fundamental guidance for preventing the spread of infectious diseases. This article examines the Islamic concept of contagious diseases in the light of the Prophetic Hadiths (ﷺ).

Keywords: Islamic Teachings, Prophetic Hadiths (ﷺ), Health.

تعارف:

امراض ساریہ انسانی صحت، معاشرتی زندگی اور اجتماعی نظم و نسق کے لیے ایک سنگین چیلنج ہیں۔ یہ بیماریاں ایک فرد سے دوسرے فرد تک منتقل ہو کر بعض اوقات وبائی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ دین اسلام ایک کامل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی روحانی بالیدگی کے ساتھ جسمانی صحت، بقا اور سلامتی کو بنیادی ترجیح دیتا ہے۔ قرآن کریم میں انسانی جان کی حفاظت کی تاکید کی گئی ہے، جبکہ احادیث نبویہ ﷺ میں بیماری، علاج، صفائی اور وباؤں سے نمٹنے کے لیے جامع اصول عطا کیے گئے ہیں۔ شریعت اسلامیہ کا بنیادی فقہی قاعدہ «لا ضرر ولا ضرار» (نہ نقصان پہنچایا جائے اور نہ نقصان اٹھایا جائے) امراض ساریہ کی انسداد کے لیے بنیادی حکمت عملی فراہم کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے وبائی امراض کے موقع پر قرنطینہ (Quarantine) کا اصول بیان فرمایا اور بیمار افراد کو تندرست لوگوں سے الگ رکھنے کی ہدایت کی۔ تاہم، احادیث میں ایک طرف «لا عدوی» فرما کر بیماری کے بذات خود مؤثر ہونے کے جاہلانہ عقیدے کی نفی کی گئی، جبکہ دوسری طرف اسباب ظاہری کی رعایت اور کمزور ایمان کی حفاظت کے لیے احتیاطی تدابیر کی ترغیب دی گئی۔ اس مقالے میں احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں امراض ساریہ کے بارے میں اسلامی تصور کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

امراض ساریہ اور انسانی معاشرہ

انسانی تاریخ کے ہر دور میں متعدی اور وبائی بیماریاں انسانی آبادیوں کے لیے ہلاکت، خوف اور اجتماعی نظم و نسق کی بربادی کا ذریعہ بنتی رہی ہیں۔ امراض ساریہ (Contagious Diseases) ان امراض کو کہا جاتا ہے جو جراثیم، وائرس یا دیگر عوامل کے باعث ایک مریض سے تندرست شخص میں راست یا بالواسطہ منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان بیماریوں کا اثر صرف فرد کی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورا معاشرہ اس کی لپیٹ میں آ سکتا ہے۔ اس لیے تمام عالمی تہذیبوں میں صحت عامہ (Public Health) کو نمایاں اہمیت حاصل رہی ہے۔

اسلام میں تحفظ حیات اور صحت عامہ کی اہمیت

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی روحانی بالیدگی کے ساتھ ساتھ اس کی جسمانی صحت، بقاء اور سلامتی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ قرآن مجید میں انسانی جان کی حرمت و حفاظت کو پوری انسانیت کی حفاظت کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾[1]

"اور جو شخص کسی ایک انسان کی جان بچائے، گویا اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔"

نبی اکرم ﷺ نے صحت و عافیت کو اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں شمار فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو صحت کی قدر دانی اور بیماریوں سے بچاؤ کی دعائیں سکھائیں۔ اسلام نے جہاں عبادات اور اخلاقیات پر زور دیا ہے، وہاں انسانی زندگی کی بقاء کے لیے حفظان صحت کے اصولوں کو بھی دینی فریضے کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔

شرعی قاعدہ «لاضرر ولاضرار»

شریعت اسلامیہ کے بنیادی مقاصد (مقاصد شریعت) میں "حفظ نفس" (جان کی حفاظت) اور "حفظ عقل" شامل ہے۔ فقہ اسلامی کا ایک معروف اور ہمہ گیر قاعدہ کلیہ ہے:

لا ضرر ولا ضرار[2]

"نہ کسی کو ابتدائی طور پر نقصان پہنچایا جائے اور نہ ہی کسی کے نقصان کے جواب میں نقصان پہنچایا جائے۔"

یہ قاعدہ امراض ساریہ کی انسداد کے لیے بنیادی حکمت عملی فراہم کرتا ہے۔ اس کی روشنی میں ہر وہ قدم جو بیماری کے پھیلاؤ کا باعث بنے یا دوسرے انسانوں کے لیے خطرہ پیدا کرے، شرعاً ناپسندیدہ اور ممنوع قرار پاتا ہے۔ چاہے وہ کسی وبائی مریض کا تندرست آبادی میں جانا ہو یا ضروری احتیاطی تدابیر کی خلاف ورزی کرنا ہو۔

اسلام میں طہارت، نظافت اور حفظان صحت کے نبوی اصول

طہارت و پاکیزگی کا مقام

اسلامی تعلیمات کا ایک امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس نے نظافت اور طہارت کو محض ایک عادت کے بجائے عبادت اور جزو ایمان کا درجہ دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الطهور شطر الإيمان [3]

"پاکیزگی نصف ایمان ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو پاکیزگی اور صفائی کو اپنا شعار بناتے ہیں:

﴿فِيهِ رِجالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾[4]

"اس میں وہ لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک رہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔"

بدنی صفائی اور رفع حاجت کے آداب

اسلامی تعلیمات میں طہارت کا دائرہ صرف ظاہری دھلائی تک محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو شامل ہے۔ جسم سے فضلات کے اخراج کے بعد صفائی کا اہتمام بھی طہارت کا بنیادی حصہ قرار دیا گیا ہے۔ استنجا کے ذریعے صفائی اختیار کرنا اسلامی تعلیمات میں پاکیزگی کا اہم ترین اصول ہے، جس سے انسان ذاتی صفائی اور صحت کے بنیادی تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

عن أنس بن مالك، يقول كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا خرج لحاجته، أجيء أنا وغلام، معنا إداوة من ماء، يعني يستنجي به[5]

"جب نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن لے کر حاضر ہوتے، جس سے آپ ﷺ استنجا فرماتے تھے۔"

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ روزمرہ زندگی میں بھی صفائی، پاکیزگی اور حفظان صحت کے اصولوں کو عملی طور پر جاری فرمایا ہے، جو جراثیم اور بیماریوں کے پھیلنے کا سب سے بڑا قدرتی سد باب ہے۔

متعدی بیماریوں سے بچاؤ کی نبوی تدابیر اور قرنطینہ

بیمار اور تندرست افراد میں تفریق و فاصلہ

اسلام جہاں توکل علی اللہ کی تعلیم دیتا ہے، وہاں اسباب ظاہری اور تدبیر کو اختیار کرنے کی سخت تاکید کرتا ہے۔ متعدی امراض کی موجودگی میں آپ ﷺ نے بیمار اور تندرست کے اختلاط سے منع فرمایا۔ ارشاد گرامی ہے:

لایوردن ممرض علی مصحح [6]

"بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لایا جائے۔"

اس حدیث سے یہ عظیم الشان طبی رہنمائی ملتی ہے کہ بیمار اور صحت مند افراد کو ایک دوسرے سے مناسب فاصلے پر رکھنا بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

وبائی امراض اور قرنطینہ (Quarantine) کا نبوی قانون

جدید میڈیکل سائنس نے وبائی امراض کی روک تھام کے لیے جس "قرنطینہ" (Quarantine) کا اصول وضع کیا ہے، اس کی بنیاد رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے چودہ سو سال قبل رکھ دی تھی۔ طاعون اور وبائی امراض سے متعلق آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد مبارک ہے:

إذا سمعتم بالطاعون بأرض فلا تدخلوها، وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا منها [7]

"جب تمہیں کسی علاقے میں طاعون پھیلنے کی اطلاع ملے تو وہاں داخل نہ ہو، اور اگر کسی علاقے میں طاعون پھیل جائے اور تم پہلے سے وہاں موجود ہو تو وہاں سے باہر نہ نکلے۔"

یہ حکم ایک طرف تو متاثرہ علاقے کے اندر کے لوگوں کو باہر جانے سے روک کر دیگر آبادیوں کو بیماری کی منتقل کاری سے بچاتا ہے، اور دوسری طرف باہر کے لوگوں کو متاثرہ جگہ آنے سے روک کر ان کی حفاظت کا سامان کرتا ہے۔

جذام اور مریض سے فاصلہ رکھنے کی ہدایت

شدید متعدی اثرات رکھنے والی بیماریوں سے احتیاط کے بارے میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے استعاراتی اور بلیغ انداز میں فرمایا:

فر من المجذوم كما تفر من الأسد[8]

"جذام کے مریض سے اس طرح بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔"

نیز، جذامی شخص سے گفتگو کے دوران فاصلہ برقرار رکھنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وإذا كلمتموهم، فليكن بينكم وبينهم قيد رمح[9]

"جب تم ان (جذامی) سے بات چیت کرو تو تمہارے اور ان کے درمیان ایک نیزہ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔"

اس کی طبی حکمت یہ ہے کہ جب آدمی بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے تھوک اور لعاب کے باریک چھینٹے (Droplets) نکلتے ہیں جن میں بیماری کے جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ ایک نیزے کا فاصلہ (تقریباً 6 فٹ) لعابی قطرات کے ذریعے جراثیم کی منتقلی کو روکتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان عسفان کے مقام سے گزرے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجذوم لوگوں کی وادی دیکھی، جس پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی سواری کی رفتار تیز کر دی اور فرمایا کہ اگر کوئی بیماری متعدی ہے تو وہ یہ ہے [10] (اگرچہ اس روایت کی سند میں خلیل بن زکریا راوی پر محدثین کا کلام موجود ہے، لیکن اس کا مضمون احتیاط کی تاکید پر دلالت کرتا ہے)۔

جذام (Hansen's Disease): طبی حقائق، علاج اور معاشرتی اصلاح

جذام کی طبی حقیقت اور علامات

جذام، جسے جدید طبی اصطلاح میں ہینسن ڈیزیز (Hansen's Disease) کہا جاتا ہے، ایک ایسا مزمن (Chronic) مرض ہے جو مائیکوبیکٹیریم لیپری (Mycobacterium leprae) نامی جراثیم سے پھیلتا ہے۔ یہ جراثیم بنیادی طور پر انسانی جلد، اعصاب (Nerves) اور تنفسی نظام کو متاثر کرتا ہے۔

ابتدائی مرحلے میں جلد کے متاثرہ حصے پر ہلکے گلابی یا سفید رنگ کے داغ نمودار ہوتے ہیں، جن پر پسینہ نہیں آتا اور بال جھڑ جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ داغ جسم کے دیگر حصوں پر بھی پھیل سکتے ہیں۔ بعض صورتوں میں ناک، کان کی لو، اور انگلیوں کے سرے متاثر ہو سکتے ہیں، جبکہ جوڑوں میں درد، بخار، کمزوری اور بھوک میں کمی جیسی علامات بھی ظاہر ہو سکتی ہیں۔

جدید طبی حقائق اور عالمی ادارہ صحت (WHO) کا علاج

آج کی جدید میڈیکل سائنس کی سب سے خوش آئند بات یہ ہے کہ جذام مکمل طور پر قابل علاج مرض ہے۔ عالمی ادارہ صحت (WHO) کی تجویز کردہ ملٹی ڈرگ تھراپی (Multi-Drug Therapy - MDT) کے ذریعے اس مرض کا مکمل خاتمہ ممکن ہے۔

سب سے اہم طبی حقیقت یہ ہے کہ جب مریض کا MDT علاج شروع ہو جاتا ہے، تو وہ محض چند دنوں کے اندر "غیر متعدی" (Non-contagious) ہو جاتا ہے، یعنی وہ دوسروں کو یہ بیماری منتقل کرنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے۔ اس لیے علاج شدہ جذامی مریض سے ملنا جلنا، کھانا پینا اور ساتھ رہنا بالکل محفوظ ہے۔

معاشرتی غلط فہمیوں کا ازالہ

بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں جذام کے بارے میں کئی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، جن کی وجہ سے مریضوں کو سماجی بائیکاٹ اور ذہنی اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مقالے میں ان غلط فہمیوں کا ازالہ درج ذیل جدول میں کیا گیا ہے:

معاشرتی غلط فہمی	سائنسی و طبی حقیقت
جذام ایک موروثی یا لاعلاج مرض ہے۔	حقیقت: یہ جراثیمی بیماری ہے اور MDT سے مکمل قابل علاج ہے۔
یہ انتہائی خطرناک حد تک متعدی مرض ہے۔	حقیقت: علاج شروع ہوتے ہی چند دنوں میں مریض غیر متعدی ہو جاتا ہے۔
جذامی شخص سے ملنا جلنا ہمیشہ خطرناک ہے۔	حقیقت: علاج شدہ یا زیر علاج مریض کے ساتھ رہنا بالکل محفوظ ہے۔
یہ پچھلے جنموں یا گناہوں کی الٰہی سزا ہے۔	حقیقت: یہ محض جراثیم سے پیدا ہونے والا طبی عارضہ ہے، کوئی بددعا نہیں۔

نفی عدوی(«لاعدوی») کی احادیث اور دیہاتیوں کے سوالات

نفی عدوی سے متعلق احادیث مبارکہ

جہاں ایک طرف متعدی امراض سے احتیاط کی احادیث موجود ہیں، وہاں دوسری طرف متعدد صحیح احادیث ایسی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ «لاعدوی» (کوئی چھوت یا بیماری کا خود متعدی ہونا نہیں ہے)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا عدوى، ولا هامة، ولا نوء، ولا صفر [11]

"کسی سے خود بخود مرض کا لگ جانا، کھوپڑی سے الو کا نکلنا، ستارے کے غائب ہونے اور طلوع ہونے سے بارش برسنا اور صفر (کی نحوست) کی کوئی حقیقت نہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طيرة، ولا هامة، ولا عدوى [12]

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ[13]، حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ[14]، اور حضرت علاء الدین[15] کی روایات میں بھی صراحت ہے کہ اسلام میں چھوت چھات، صفر کی نحوست اور ہامہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

صحرا کے اعرابی کا سوال اور نبوی جواب

احادیث میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے «لاعدوی» فرمایا تو ایک دیہاتی (اعرابی) نے تعجب سے سوال کیا:

فقام أعرابي، فقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: يا رسول الله إن الإبل تكون في الرمل كأنها الظباء فيرد عليها البعير الجرب فتجرب كلها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فمن أعدى الأول؟ [16]

"یارسول اللہ! اونٹ صحرا میں ہرنوں کی طرح بالکل تندرست ہوتے ہیں، پھر ان میں ایک خارش زدہ اونٹ شامل ہوتا ہے تو وہ تمام اونٹوں کو خارش زدہ کر دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر پہلے اونٹ کو یہ خارش کس نے لگائی تھی؟"

وہ دیہاتی یہ جواب سن کر لاجواب ہو گیا۔ آپ ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا مقصد یہ تھا کہ اگر بیماری بذات خود ایک سے دوسرے کو لگتی ہے تو پھر سب سے پہلے اونٹ کو کس کی چھوت لگی تھی؟ ظاہر ہے کہ پہلے اونٹ میں بیماری اللہ تعالیٰ کے حکم اور تقدیر سے پیدا ہوئی تھی، لہٰذا بقیہ اونٹوں میں بھی بیماری کا سبب بذات خود خارش نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر الٰہی ہے۔

حدیث ابن عطیہؓ اور «إنه أذى» کی تشریح

ابن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صحابہ کرام نے تندرست اور بیمار کے الگ رہنے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

عن ابن عطية أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا عدوى ولا هام ولا صفر ولا يحل الممرض على المصح وليحلل المصح حيث شاء فقالوا: يا رسول الله! وما ذاك ؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنه أذى [17]

"یہ بیماری ایک ایذا اور تکلیف دہ چیز ہے۔"

یعنی بیمار شخص کے پاس جانے سے انسان کو تکلیف یا ناگواری پہنچ سکتی ہے، اس لیے طبعی ایذا سے بچنے کے لیے احتیاط مناسب ہے، نہ کہ اس لیے کہ بیماری اللہ کے اذن کے بغیر منتقل ہو سکتی ہے۔

احادیث تعدی میں بظاہر تعارض اور محدثین کا علمی محاکمہ

تعارض کا مفہوم اور علماء کا منہج

ظاہری طور پر «لاعدوی» (بیماری متعدی نہیں ہوتی) اور «فر من المجذوم» (جذامی سے بھاگو) کے درمیان تناقض معلوم ہوتا ہے۔ علم حدیث اور اصول فقہ کے قواعد کے مطابق جب دو صحیح احادیث میں تعارض نظر آئے تو محدثین کا سب سے پہلا اور بنیادی قدم "جمع و تطبیق" ہوتا ہے۔

موقف اول: تطبیق و جمع (جمہور محدثین کا راجح موقف)

جمہور محدثین اور فقہاء (مثلاً امام طحاوی[18]، ابن خزیمہ[19]، ابو عبید[20]، امام طبری[21]، حافظ ابن حجر العسقلانی[22] اور علامہ عینی[23]) کے نزدیک دونوں احادیث پر اپنے اپنے محل میں عمل ممکن ہے:

1۔ عقیدہ جاہلیت کی نفی:

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا فاسد عقیدہ تھا کہ بیماریاں اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر بذات خود اثر انداز ہوتی ہیں اور ایک سے دوسرے کو لازمی لگ جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے «لاعدوی» فرما کر اس مشرکانہ عقیدے کی نفی فرمائی۔

2۔ اسباب ظاہری کی رعایت:

«فر من المجذوم» اور فاصلہ رکھنے کا حکم بطور اسباب ظاہری دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیماری کے انتقال کے لیے کچھ ظاہری اسباب بنائے ہیں جو اللہ کے اذن کے تابع ہیں، لہٰذا تدبیر اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں بلکہ عین سنت ہے۔

3۔ ضعیف الایمان کی حفاظت:

ضعیف الایمان شخص کو جب بیماری لگتی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ فلاں مریض کے پاس بیٹھنے سے لگی ہے، نہ کہ تقدیر الٰہی سے۔ لہٰذا اس کے عقیدے اور ایمان کو وہم وخرابی سے بچانے کے لیے احتیاط کا حکم دیا گیا۔

علامہ ابو الحسن السندی رحمہ اللہ "حاشیہ سندی علی سنن ابن ماجہ" میں رقمطراز ہیں:

(وفرّ من المجذوم الخ) لايشكل هذا بقوله لاعدوى لأن المراد نفي العدوى المستلزم أن شيئاً لا يعدي بطبعه نفياً لما كانت الجاهلية تعتقده، فأبطل {صلى الله عليه وسلّم} اعتقادهم ونهاهم عن الدنوّ من المجذوم ليبين أن هذا من الأسباب التى أجرى الله العادة بأنها تفضي إلى مسبباتها وقد يتخلف ذلك عن سببه [24]

"فر من المجذوم کے قول سے لا عدوی پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا، کیونکہ عدوی کی نفی سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز اپنی طبع و ذات سے متعدی نہیں ہوتی، جو کہ زمانہ جاہلیت کے عقیدے کا ابطال ہے۔ آپ ﷺ نے مجذوم کے پاس جانے سے اس لیے منع فرمایا تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ یہ ان اسباب میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عادت کے طور پر مسبب تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا ہے، اور کبھی یہ سبب اپنے مسبب سے موقوف بھی ہو جاتا ہے۔"

علامہ شبیہی رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کی تائید کرتے ہوئے لکھا کہ:

أن العمل على قوله : "لا عدوى"، أي لا وجود لها، وإنما أمر بالفرار من المجذوم حسما للمادة وسدا للذريعة، لئلا يتفق لمن لاقاه شيء مما / أصابه بقدر الله لابالإعداء، فيظن أنه عدوى فيقع في الحرج، وهذا جواب ابن خزيمة، وأبي عبيد والطحاوي والطبري والقرطبي.[25]

"عمل «لا عدوی» پر ہو گا، یعنی اس کا مستقل بذات خود کوئی وجود نہیں۔ مجذوم سے فرار کا حکم مادے کو جڑ سے اکھاڑنے اور سد ذرائع کے طور پر دیا گیا ہے تاکہ کسی کو جو مصیبت تقدیر سے پہنچی ہے، وہ اسے عدوی اور چھوت کا نتیجہ نہ سمجھے۔ یہی جواب ابن خزیمہ، ابو عبید، طحاوی، طبری اور قرطبی نے اختیار کیا ہے۔"

موقف دوم: قول نسخ اور اس کا تنقیدی جائزہ

بعض سلف اور علماء (مثلاً امام نووی نے بعض حضرات کا قول نقل کیا) کے نزدیک « فر من المجذوم » کا حکم منسوخ ہے اور « لا عدوی » ناسخ ہے[26]۔ اس موقف کے قائلین درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

الف) حدیث جابرؓ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مجذوم شخص کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ برتن میں کھانا کھلایا اور فرمایا: اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔

عن جابر أن النبي صلى الله عليه وسلم أكل مع المجذوم وقال له كل ثقة بالله وتوكلا عليه [27]

ب) اثر عائشہؓ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کا ایک مجذوم غلام تھا جو ان کی پلیٹ میں کھاتا اور ان کے برتن میں پانی پیتا تھا اور ان کے بستر پر سوتا تھا۔ جب ان سے « فر من المجذوم » کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے "لا عدوی" فرمایا تھا۔

وكان مولى لنا أصابه ذلك الداء فكان يأكل في صحافي ويشرب في أقداحي وينام على فراشي [28]

ج) عمل سلف:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر سلف صالحین کا مجذوم کے ساتھ کھانا پینا ثابت ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ پرہیز کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

محدثین نے قول نسخ کا علمی جائزہ لیتے ہوئے فرمایا کہ سند کے اعتبار سے مجذوم سے فرار سے متعلق بعض روایات میں راوی "خلیل بن زکریا الشیبانی" موجود ہے جس کی روایات منکر ہیں۔ نیز اصول حدیث کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جہاں تطبیق (جمع و توفیق) ممکن ہو، وہاں نسخ کا دعویٰ نہیں کیا جاتا۔ راجح یہی ہے کہ قوی الایمان (توکل والے) کے لیے مجذوم کے ساتھ کھانے کی گنجائش ہے، جبکہ عام اور ضعیف الایمان کے لیے احتیاط ہی سنت ہے۔

نتائج البحث:

اس تحقیقی مطالعے سے درج ذیل اہم نتائج حاصل ہوتے ہیں:

1. اسلام ایک جامع دین ہے جو انسانی زندگی کی حفاظت، حفظانِ صحت اور پاکیزگی کو عبادات کا درجہ دیتا ہے۔
2. احادیث نبویہ ﷺ میں امراض ساریہ سے بچاؤ کے لیے فاصلہ قائم رکھنے، مریض کو الگ کرنے اور قرنطینہ کے تمام بنیادی قوانین چودہ سو سال قبل واضح کر دیے گئے تھے۔
3. «لاعدوی» کی احادیث سے جاہلیت کے فاسد عقیدے (بیماری کے خود باثر ہونے) کا رد مقصود ہے، نہ کہ بیماریوں کی نقل و حرکت کا انکار۔
4. «فر من المجذوم» کا حکم اسباب ظاہری کی رعایت اور کمزور ایمان والے افراد کو وہم و بدعقیدگی سے بچانے کے لیے ہے۔
5. جدید میڈیکل سائنس اور WHO کی تحیققات کے مطابق جذام (MDT) سے مکمل قابل علاج ہے، اور علاج شدہ مریض سے سماجی بائیکاٹ کرنا جہالت اور ناانصافی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] المائدۃ، آیت:32

[2] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الأحکام، رقم الحدیث:2341

[3] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الطھارہ، باب فضل الوضوء، رقم الحدیث:223، دار احیاء التراث عربی، بیروت، ج:1، ص:203

[4] التوبۃ، آیت:108

[5] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الاستنجاء بالماء، رقم الحدیث:150، دار طوق النجاۃ، ج:1، ص:42

[6] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب لاھامۃ، رقم الحدیث:5771، ج:7، ص:138

[7] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب مایذکر فی الطاعون، رقم الحدیث:5728، ج:7، ص:130

[8] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الجذام، رقم الحدیث:5707، ج:، ص:126

[9] احمد بن محمد بن حنبل، مسند الامام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:581، مؤسسۃ الرسالہ، ج:2، ص:21

[10] علاء الدین، علی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الطب من قسم الافعال، الامراض، رقم الحدیث:28508، مؤسسۃ الرسالہ، ج:10، ص:97

[11] ابو داود سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، رقم الحدیث:3912،ج:4، ص:17

[12] احمد بن محمد طحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الکراہۃ، باب الرجل یکون بہ الداء ھل یجتنب أم لا؟، رقم الحدیث:7053، عالم الکتب، ج:4، ص:307

[13] محمد بن عیسی ترمذی، سنن الترمذی، ابواب السیر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی الطیرۃ، رقم الحدیث:1615، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ج:3، ص:213

[14] سنن ابی داود، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، رقم الحدیث:3921،ج:4، ص:19

[15] کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الطب من قسم الافعال، العدوی، رقم الحدیث:28610،ج:10، ص:120

[16] احمد بن الحسین بیہقی، السنن الکبری، کتاب النکاح، باب لاعدوی علی الوجہ الذی انوافی الجاھلیۃ یعتقدونہ من اضافۃ الفعل الی غیر اللہ تعالی، رقم الحدیث:14233، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج:7، ص:351

[17] مالک بن انس، مؤطا الامام مالک، العین، عیادۃ المریض والطیرۃ، رقم الحدیث:3483، مؤسسہ زاید بن سلطان آل نھیان للاعمال الخیریہ والانسانیہ، ابوظبی، ج:5، ص:1380

[18] محمد الفضیل بن محمد الشبیھی، الفجر الساطع علی الصحیح الجامع، ج:8، ص:60

[19] ایضًا

[20] ایضًا

[21] ایضًا

[22] احمد بن علی بن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج:10، ص:160

[23] بدر الدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب العدۃ، باب الجذام، رقم الحدیث:5707، دار احیاء التراث عربی، بیروت، ج:2، ص:247

[24] محمد بن عبد الہادی سندی، حاشیۃ السندی علی صحیح البخاری، دار الفکر، ج:4، ص:10

[25] الفجر الساطع علی الصحیح الجامع، ج:8، ص:60

[26] یحیی بن شرف نووی، المنہاج شرح صحیح مسلم، کتاب السلام، باب اجتناب المجذوم ونحوہ، رقم الحدیث:2231، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج:14، ص:228

[27] المنہاج شرح صحیح مسلم، کتاب السلام، باب اجتناب المجذوم ونحوہ، رقم الحدیث:2231، ج:14، ص:228

[28] بدر الدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب العدۃ، باب الجذام، رقم الحدیث:5707، دار احیاء التراث عربی، بیروت، ج:2، ص:247